(۶۲)

تمہاری کامیابی کا گُر تقویٰ ہے

(فرمودہ ۱۹۔ مارچ ۱۹۱۵ء)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیت کی تلاوت فرمائی:۔

یَآیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّکُمْ فُرْقَانًا وَّیُکَفِّرْ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ؕ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ [1]

اس کے بعد فرمایا:۔

انسان کو اپنی زندگی کے راستہ میں بہت سی مشکلات، بہت سی تکلیفیں اور بہت سی رکاوٹیں پیش آتی ہیں کیونکہ وہ تمام نتائج جو انسانوں کے کاموں کے نکلتے ہیں، زمانۂ آئندہ سے تعلق رکھتے ہیں اور آئندہ کا علم کسی کو ہوتا نہیں اس لئے انسان کیلئے زندگی بسر کرنا ایسا ہی مشکل ہے جیسا کہ اندھیرے میں کوئی شخص کسی چیز کے پکڑنے کے لئے ہاتھ بڑھاتا ہے اور نہیں جانتا کہ وہ چیز کہاں ہے اور میرا ہاتھ کدھر جا رہا ہے۔ یہی حال انسان کے کاموں کا ہے، وہ سمجھتا ہے کہ میں روشنی میں کام کر رہا ہوں، وہ جانتا ہے کہ میں سورج کی روشنی میں دیکھ بھال کر کام کر رہا ہوں اور وہ خیال کرتا ہے کہ اُجالے میں میرا کام ہو رہا ہے مگر دراصل وہ اندھیرے میں، ظلمت میں اور تاریکی میں کام کر رہا ہوتا ہے۔ پس چونکہ انسان کے تمام کاموں کی غرض نتائج مرتّب کرنا ہوتی ہے اور نتائج آئندہ سے تعلق رکھتے ہیں اور آئندہ کا علم انسان کو ہوتا نہیں اس لئے اس کے تمام کام ایسے ہی ہوتے ہیں جیسے اندھیرے میں کوئی کام کر رہا ہو اور نہ جانتا ہو کہ مجھے کیا پیش آنے والا ہے۔ جب یہ صورت ہو تو سوال ہو سکتا ہے کہ پھر انسان

کیلئے اپنے کاموں میں کامیاب اور بامراد ہونے کی کیا تدبیر ہوسکتی ہے۔اس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لوگو! آؤ ہم تمہیں تدبیر بتاتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ۔ اے مومنو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اس کی خشیت کو دل میں جگہ دو اور خوف الٰہی اپنے دلوں میں پیدا کرو یہی، تمہاری کامیابی کا گُر ہے۔

تقویٰ اللہ کہنے کو تو چند لفظ ہیں جو آسانی سے کہے جاسکتے ہیں لیکن عمل میں تقویٰ ایک نہایت ہی مشکل بات ہے۔ایک بزرگ نے تقویٰ کی یہ تعریف بیان کی ہے کہ ایک شخص نے کھلے کھلے کپڑے پہنے ہوئے ہوں جو اِدھر اُدھر لٹکتے جارہے ہیں اور اس نے ایک ایسے تنگ راستہ سے گزرنا ہو جس سے صرف ایک ہی شخص گزرسکتا ہے اور اس راستہ کے دونوں طرف خاردار جھاڑیاں ہوں جن کے کانٹے قدم قدم پر اس کے کپڑوں کو کھینچتے ہوں ایسی جگہ سے جس طرح یہ شخص اپنے تمام کپڑے سمیٹ کر صحیح و سلامت گزر جاتا ہے اور اپنے کپڑوں کو پھٹنے نہیں دیتا، اسی طرح وہ شخص جو اپنی زندگی میں دنیا کی تمام آلائشوں اور تمام گندوں اور تمام ناپاکیوں سے گزر جائے اور اپنے کپڑوں کو ناپاک نہ ہونے دے اس کا نام تقویٰ اللہ ہے۔پس کہنے کو تو یہ فقرہ آسان ہے مگر درحقیقت نہایت مشکل ہے اور اس راستہ پر چلنا ہر ایک انسان کا کام نہیں ہے کیونکہ اس کے حصول کیلئے انسان کو بہت سی کوششوں اور ریاضتوں کے کرنے کی ضرورت پڑتی ہے لیکن جو شخص ہمت کرتا ہے وہ ضرور کامیاب بھی ہوجاتا ہے۔اور صرف یہی ایک طریق ہے جس سے انسان دنیا میں اپنے کاموں اور ارادوں میں کامیابی حاصل کرسکتا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ بھی فرماتا ہے کہ اے مومنو! متقی بن جاؤ۔اس بزرگ نے تقویٰ کے معنے بہت درست کئے ہیں۔تقویٰ کے معنی بچاؤ کرنے کے ہیں۔انسان کا نفس جسم ہے پاکیزگی اور طہارت اس کا لباس ہے اور دنیاوی پلیدیاں اور گندگیاں کانٹے ہیں جو ہر وقت پاکیزگی اور طہارت کے لباس کو پھاڑنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔انسان کا یہ کام ہے کہ اپنی ساری زندگی میں اس راستہ سے صحیح وسلامت گزرنے کی کوشش کرے اور اس کو ایک تنگ راستہ سمجھے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس راستہ کو تلوار سے مشابہ قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ تلوار کی دھار کی طرح تیز ہے اور اس کا نام آپ نے پُل صراط رکھا ہے ۲؎ گویا کہ یہ جہنم اور بہشت کے اوپر کا راستہ ہے جس پر انسان چل رہا ہے اور اتنا باریک اور تنگ ہے کہ انسان کو اس پر چلنے کے لئے ساری توجہ اور ساری کوشش سے کام لینا پڑتا ہے۔اگر کسی نے ان

بازی گروں کو دیکھا ہے جو رسہ پر پاؤں رکھ کر چلتے ہیں اور اپنے پاؤں سے سینگ باندھ کر اور سینگ کی نوک رسہ پر ٹیک کر چلتے ہیں تو اسے معلوم ہوگا کہ وہ کیسی عمدگی سے اپنے پیروں کو رکھتے اور کس خوبی سے اپنے وزن کو برابر رکھتے ہیں نہ ادھر گرتے ہیں نہ اُدھر گرتے ہیں۔ یہی حال متقی کا ہے اس کو بھی اسی طرح احتیاط سے کام لینا پڑتا ہے کیونکہ دنیا میں ہی تقویٰ کی راہ اس کیلئے بہشت کا موجب ہوتی ہے اگر کوئی اس راستہ سے ذرا ادھر ہو جائے تو وہ جہنم کے گڑھے میں گر پڑتا ہے۔ تو جس طرح بازیگر چند پیسوں کیلئے رسہ پر اعتدال اور کوشش سے چلنے کی مشق کرتا ہے اور پھر اس پر چلتا ہے اسی طرح مومن کا کام ہے کہ وہ اپنے نفس کو بچاتا ہوا اعتدال سے زندگی بسر کرے اور تقویٰ کے راستہ سے ذرا اِدھر اُدھر نہ سرکے تاکہ جہنم کے عمیق گڑھے میں گرنے سے بچ جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنۡ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجۡعَلۡ لَّكُمۡ فُرۡقَانًا۔ اگر تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو گے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ تمہارے لئے فرقان پیدا کر دے گا۔ فرقان کیا ہے۔ اس کے کئی معنے ہیں۔ اول وہ چیز جو حق و باطل میں تمیز اور فرق کر دے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہارے لئے تقویٰ کرنے سے ایسی تدبیریں کی جائیں گی کہ جس بات پر تم قائم ہو اور جس صداقت کو تم پیدا کرنا چاہتے ہو اللہ بڑی زور آور تائیدوں سے اس کو لوگوں پر ظاہر کر دے گا اور اس طرح حق و باطل میں کھلا کھلا فرق ہو جائے گا۔ دوم فرقان کے معنے ایسے راستہ کے ہیں جس پر چل کر انسان مصیبتوں، تکلیفوں اور رنجوں سے نکل جائے یعنی اگر تم اللہ کیلئے تقویٰ اختیار کرو گے تو وہ تمہارے لئے ایسا راستہ پیدا کر دے گا کہ تم ہر قسم کی مصیبتوں سے بچ کر نکل جاؤ گے۔ واقعہ میں ہر ایک کمزور کیلئے دنیا میں آرام سے رہنے کیلئے یہی ایک راستہ ہوتا ہے کہ وہ طاقتور کا سہارا لے۔ دیکھو ایک کمزور جو چارپائی سے قدم بھی اٹھا نہیں سکتا میلوں کا سفر اس طرح طے کر لیتا ہے کہ اس کے تندرست ساتھی اس کو اٹھا کر لے جاتے ہیں۔ پس کمزور اور ناطاقت انسان کیلئے مصیبتوں اور تکلیفوں سے بچنے کا یہی طریق ہے کہ وہ طاقتور کا سہارا لے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنۡ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجۡعَلۡ لَّكُمۡ فُرۡقَانًا اے مومنو! اگر تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو گے تو وہ آپ تمہارے لئے مصیبتوں سے بچنے کا راستہ نکالے گا اور تمہیں خود اٹھا کر ہلاکت کے گڑھے سے پار کر دے گا اور وَّيُكَفِّرۡ عَنۡكُمۡ سَيِّاٰتِكُمۡ تمہاری کمزوریوں کو ڈھانپ دے گا۔ انسان میں بہت سی کمزوریاں ہوتی ہیں اور اس کے پچھلے گناہ اس کے راستہ میں حائل

ہو کر گمراہ کر دیتے ہیں اس لئے فرمایا کہ اگر تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تو نہ صرف یہ ہوگا کہ خدا تمہیں آنے والی مشکلات اور مصائب سے بچالے گا بلکہ تمہیں صداقت کے راستہ سے جو حرصیں اور گناہ روکنا چاہیں گے ان سے بھی محفوظ رکھے گا اور تمہاری پہلی بدیوں کو ڈھانک دے گا۔ وَيَغْفِرْ لَكُمْ اور تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا۔ یعنی بدیوں کا ڈھانپنا یہ نہیں ہوگا کہ ان پر پردہ ڈال دے گا اور نہ یہ کہ لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ کر دے گا تا کہ ان کے سامنے ذلّت اور رسوائی نہ ہو بلکہ ان گزشتہ بدیوں اور گناہوں کے بدنتائج سے تمہیں بچالے گا وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔ اور یہ تو معمولی باتیں ہیں جو متقیوں کیلئے بیان کی گئی ہیں ورنہ اللہ تو بہت کچھ رکھتا ہے۔

یہ جو متقیوں کیلئے تین انعام بیان کئے گئے ہیں۔ اول یہ کہ ہر مشکل سے بچائے جائیں گے۔ دوم یہ کہ ان کے گناہوں کو ڈھانپ دیا جائے گا اور سوم یہ کہ ان کے گناہوں کو عفو کیا جائے گا۔ یہ اس دنیا کے لحاظ سے بیان کر دیئے گئے ہیں ورنہ جو کوئی متقی ہوگا اس کیلئے ہمارے پاس بہت بڑے بڑے انعامات ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے انعامات کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ۔ [۳] کہ نہ کوئی آنکھ ہے جو ان کو دیکھ سکے اور نہ کوئی کان جو ان کے متعلق سن سکے یہی وجہ ہے کہ نہ خدا تعالیٰ کے انعام الفاظ میں بیان کئے جا سکتے ہیں اور نہ سزا ہی بیان ہو سکتی ہے کیونکہ انسانی لغت محدود ہے۔ مثلاً درد کا ایک لفظ ہے۔ قولنج کی تکلیف ہو تو اسے بھی درد ہی کہیں گے اور اگر کانٹے کی تکلیف ہو تو اسے بھی درد ہی کہیں گے اور دیوانہ کتے کے کاٹے کی تکلیف کا نام بھی لغت درد ہی رکھتی ہے حالانکہ کانٹے کا درد اَور ہے۔ قولنج کا درد اَور ہے اور کتّے کے کاٹے کا اَور، اور ان میں بہت بڑا فرق ہے۔ الفاظ ان دردوں کو زیادہ سے زیادہ ان الفاظ میں ادا کر سکتے ہیں کہ ''بہت ہی سخت درد''۔ مگر جس شخص پر کسی درد کی حالت گزرتی ہے وہی اس کی اصلیّت سے واقف ہو سکتا ہے۔ دوسرا جس کو درد نہیں ہے اس تکلیف کو اپنے قیاس میں بھی نہیں لا سکتا۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کی طرف سے جو آرام اور راحت انسان کو ملتی ہے دنیا نے اس کا آرام اور راحت ہی نام رکھ دیا ہے۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ دھوپ سے سائے میں جانے سے بھی آرام ہوتا ہے مگر الفاظ خدا تعالیٰ کی طرف سے ملنے والے آرام اور دوسرے آرام میں کوئی فرق نہیں بتاتے اور نہ الفاظ اس آرام کو جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملتا ہے ادا کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم

تمہیں اور کیا کیا بتائیں۔ تمہاری زبان میں الفاظ تو ہیں نہیں جن سے تمہیں سمجھا دیا جاوے اس لئے ہم تمہیں ایک ہی بات بتا دیتے ہیں اور وہ یہ کہ وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔ اللہ بڑے فضلوں والا ہے وہ تمہیں وہ کچھ دے گا جس کے سمجھنے کی بھی اس وقت تمہیں طاقت نہیں ہے۔

پس خوب یاد رکھو کہ دنیا کی تکلیفوں سے بچنے کا صرف ایک ہی راستہ ہے اور وہ یہ کہ انسان متقی ہو جائے۔ بہت نادان ہے وہ شخص جو فروع کی طرف دوڑتا ہے اور اصول کو ترک کرتا ہے۔ اگر کسی شخص کے پاس صرف ایک گلاس پانی کا ہو تو وہ پیاس کے خطرہ سے مطمئن نہیں ہو سکتا کیونکہ اس گلاس کے پی لینے کے بعد جب اسے پیاس لگے گی تو اس کے پاس کچھ نہ ہوگا۔ بلکہ اس کے پیاس سے بچنے کا یہ ذریعہ ہے کہ کنویں کے پاس چلا جائے، پھر اسے پیاس کا کوئی ڈر نہیں رہے گا۔ دیکھو جنگلوں اور بیابانوں میں رہنے والا انسان پانی کی دور دور تلاش کرتا رہتا ہے اور بڑی تکلیف اٹھاتا ہے لیکن جن شہروں میں لوگوں کے گھروں میں نلکے لگے ہوتے ہیں یا کنویں موجود ہوتے ہیں ان کو پانی کے حاصل کرنے کیلئے کچھ بھی تکلیف نہیں ہوتی۔ پس دانا انسان کا کام یہ ہے کہ بجائے پانی کا ایک گلاس اپنے پاس رکھنے کے چشمہ کو تلاش کر کے اس کے پاس بیٹھے اور بجائے ایک دو پھلوں کو تلاش کرنے کے پھلدار درخت کی تلاش کرے۔ لوگ سُکھ اور آرام حاصل کرنے کے لئے مختلف تدبیریں کرتے ہیں۔ کوئی علم پڑھتا ہے، کوئی دولت جمع کرتا ہے، کوئی عزت حاصل کرنے کی فکر میں رہتا ہے، کوئی ہنر سیکھتا ہے اور کوئی کسی اور طریقہ سے آرام حاصل کرنا چاہتا ہے مگر ہم کہتے ہیں کہ دنیا کے سُکھ اور دُکھ ہزاروں قسم کے ہیں ان کیلئے انسان اپنی کوشش سے کامیاب نہیں ہو سکتا۔ مثلاً ایک انسان ایک ہنر اور پیشہ اس لئے سیکھتا ہے کہ میں اس کی وجہ سے تکالیف سے بچ جاؤں گا لیکن کل اس پیشہ میں مرورِ زمانہ کی وجہ سے کوئی ایسا نقص پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ چلتا نہیں مثلاً پہلے زمانہ میں کپڑا بُننے کا ہنر سیکھا جاتا تھا جو بہت عمدہ بھی تھا لیکن اب مشینوں کے نکل آنے کی وجہ سے وہ باطل ہو گیا ہے اور ہندوستان کے لاکھوں جولاہوں کا کام رُک گیا ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ مشینوں کا مقابلہ جولاہے کہاں کر سکتے ہیں۔ اسی طرح دیکھو طِبّ ایسا پیشہ تھا جس کے بدلنے کا کسی کو خیال بھی نہ تھا مگر اب اس میں بھی نقص پیدا ہو گیا ہے۔ ہندوستان میں یونانی طب تھی جب اس سے بڑھ کر ڈاکٹری آ گئی تو اب اسے کوئی پوچھتا بھی

نہیں۔ اور وہی طبیب جن کے دروازے پر ہاتھی جھوما کرتے تھے، اب کھانے کیلئے مارے مارے پھرتے ہیں۔ تو آج انسان کوئی تدبیر نکالتا ہے، کل اس سے بڑھ کر تدبیر نکل کر پہلی کو بے کار کر دیتی ہے۔ یہی حال مصیبتوں اور تکلیفوں کا ہے۔

اگر ایک انسان کسی کی دیوار میں سوراخ کر دے اور وہ دیوار والا اس سوراخ کو بند کر دے تو وہ دوسری جگہ سے کر دے گا اس لئے اس کی شرارت سے بچنے کا یہی ذریعہ ہے کہ اس شخص کو پولیس مین کے حوالہ کیا جاوے تا کہ کسی اور جگہ سے اس کے سوراخ کرنے کا خطرہ نہ رہے۔ تو ایک ایک چیز جو انسان حاصل کرتا ہے اور ایک ایک رستہ جس سے وہ دکھوں اور تکلیفوں سے محفوظ رہنا چاہتا ہے اس کیلئے کامل سُکھ اور کامل راحت کا باعث نہیں ہوسکتا۔ اس کیلئے ایک ہی طریق ہے اور وہ یہ کہ جس کے قبضہ جس کے حکم اور جس کے اشارے میں سکھ اور دکھ ہے اس سے انسان دوستی پیدا کرلے پھر اس کیلئے کوئی ڈر کوئی خوف اور کوئی غم نہیں ہوسکتا۔ وہ انسان جو یہ کوشش کرے کہ مجھے ایک پیسہ مل جائے اگر وہ اس سے ملنے کی کوشش کرے جو پیسوں کے بنانے والا ہے اور وہ اسے مل بھی جائے تو پھر اسے کیا پرواہ رہتی ہے۔ پس حقیقی آرام اور آسائش حاصل کرنے کا صرف یہی ایک طریقہ ہے اور وہ یہ کہ انسان خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرلے۔ جب اس سے تعلق پیدا کرلے گا تو پھر سب کچھ اپنے آپ ہی اس کا مطیع اور فرمانبردار ہو جائے گا۔ مجھے یہ قصہ ہمیشہ یاد آ کر مزا دیا کرتا ہے کہ ایک شخص بادشاہ کے پاس یہ شکایت لے کر گیا کہ میں نے شہر کے قاضی صاحب کے پاس روپے بطور امانت رکھے تھے لیکن اب مانگنے پر دیتے نہیں۔ میں نے انہیں معتبر سمجھ کر کوئی گواہ بھی نہیں رکھا تھا۔ بادشاہ نے سوچا کہ اگر میں قاضی صاحب کو یہاں بُلوا کر پوچھوں گا تو وہ انکار کر دیں گے اور ان کے روپے لینے کا کوئی ثبوت ہے نہیں، اس لئے مشکل ہوگا۔ قاضی صاحب سے کسی تدبیر سے روپے وصول کرنے چاہئیں۔ بادشاہ نے تدبیر یہ کی کہ اس شخص کو کہا کہ کل جب میرا جلوس بازار سے نکلے تو تم قاضی صاحب کے مکان کے قریب بیٹھ جانا۔ میں وہاں آ کر تم سے باتیں کروں گا اور تم نے گھبرانا نہیں۔ دوسرے دن جب بادشاہ کا جلوس نکلا تو قاضی صاحب کے مکان کے قریب جا کر بادشاہ نے اس سے کچھ باتیں کیں اور پھر چلا گیا۔ بادشاہ کے جانے کے بعد قاضی صاحب اُسے کہنے لگے۔ بھئی تم نے کل کچھ امانت کا ذکر کیا تھا۔ کچھ نشان بتاؤ تا کہ میں اس کی نسبت سوچ کر بتا سکوں۔ اس نے وہی نشان جو پہلے دن بتائے تھے،

بتا دیئے۔ قاضی نے روپیہ نکال کر اس کے حوالے کیا اور کہا کہ پہلے تم نے کیوں نہ مجھے یہ باتیں بتائیں تا کہ میں اسی وقت تمہیں روپیہ دے دیتا۔ تو اس طرح اس کا روپیہ وصول ہوا کہ وہ بادشاہ کا دوست تصور کیا گیا۔ اب رعایا کی مجال نہیں تھی کہ اس کی مخالفت کرتی۔ پس جو شخص خدا تعالیٰ سے دوستی پیدا کر لے پھر خدا کی مخلوق کی طاقت نہیں کہ اس کو دکھ دے سکے۔

پس اس بات کو خوب یاد رکھو کہ جب بادشاہ سے تعلق ہو جائے تو پھر رعایا کی مجال نہیں کہ اس کا مقابلہ کر سکے۔ خدا تعالیٰ سے بڑا بادشاہ کون ہوگا اور بادشاہوں کی اس کے سامنے ہستی ہی کیا ہے وہ ایک سیکنڈ میں ان کی جان نکال لے تو وہ کچھ بھی نہ کر سکیں۔ ان کے پاس بڑے بڑے لائق اور قابل ڈاکٹر بیٹھے کے بیٹھے رہ جاتے ہیں کہ موت کا فرشتہ اپنا کام کر جاتا ہے۔ ان بادشاہوں کے پاس جو کچھ ہے خدا تعالیٰ ہی کی عطا اور بخشش ہے۔ جب ان کے دوستوں اور تعلق رکھنے والوں کو کوئی دکھ نہیں دے سکتا تو خالق سے تعلق رکھنے والوں کو مخلوق کے دکھ دینے کی کیا مجال ہے۔ جب خالق مہربان ہو جائے تو مخلوق خود بخود گردن جھکا دیتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر تم ہمارا تقویٰ اختیار کرو گے تو ہم تمہارے لئے آسانیوں کے دروازے کھول دیں گے اور کوئی مشکل، کوئی مصیبت اور کوئی دکھ تمہیں نہ پہنچ سکے گا۔ کیونکہ خدا آپ تمہاری مدد کرے گا اور تمہاری گذشتہ بدیوں کو ڈھانپ دے گا اور گناہوں کو بخش دے گا اور یہ کیا وہ تو تم پر بڑے بڑے فضل اور انعام کرے گا کیونکہ وہ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ہے۔

پس تم لوگ اللہ تعالیٰ سے دعا کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں متقی بنائے اور تقویٰ کے راستہ پر چلنے کی توفیق دے۔ اور باریک در باریک راہیں جو اس کی رضا و رغبت حاصل کرنے کی ہیں وہ بتائے اور اپنے پاک اور نیک بندوں کی راہوں پر چلائے اور اپنے فضل کے دروازے تم پر کھولے اور ہر قسم کی خفیہ در خفیہ اور باریک در باریک شرارتوں سے پاک کر کے اپنے راستباز بندوں میں شامل کر دے۔ آمین ثم آمین۔

(الفضل ۲۵۔ مارچ ۱۹۱۵ء)

۱؎ الانفال: ۳۰

۲؎ بخاری کتاب التوحید باب قول اللہ وجوہٌ یومئذ نَاضِرَۃٌ الی ربّہا ناظرۃٌ۔

۳؎ بخاری کتاب بدء الخلق باب ما جاء صفۃ الجنۃ